بچوں کے لیے
قصص القرآن
الفاظ معانی کے ساتھ

بچوں کے لیے

قصص القرآن

الفاظ معانی کے ساتھ

Iqbalmt@pakistanipoint.com

فہرست

تحریر: صفدر شاہین   نظرثانی: عتیق صدیقی   تصویر: سمیرا کامران   ایڈیشن: 2008ء

پرنٹرز: اطہر پرنٹرز ناظم آباد کراچی

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کی بات ہے، ملک یمن پر ابرہہ نامی ایک عیسائی کی حکومت تھی، اس کا پورا نام ابراہیم تھا، یمن کے دارالحکومت صنعاء میں اس نے ایک بہت بڑا اور شاندار گرجا "القلیس" تعمیر کرایا۔ اس گرجا کی تعمیر میں اس نے شہریوں سے بے گار لیا، یعنی وہ لوگوں سے ان کی مرضی کے خلاف محنت مزدوری اور مشقت کراتا مگر ان کو اس کا معاوضہ نہ دیتا، جو اس سے انکار کرتا حکومتی کارندے اس پر ظلم کرتے، مارتے پیٹتے، بھوکا پیاسا رکھتے، قید میں ڈال دیتے۔ آخر کار گرجا تیار ہوگیا۔

ابرہہ چاہتا تھا مختلف ملکوں، شہروں، قصبوں اور دیہات سے جو لوگ حج کے لیے مکہ جاتے ہیں اور خانہ کعبہ پر نذر، نیاز چڑھاتے ہیں، جن میں مختلف قسم کی چیزوں کے علاوہ نقد رقم بھی شامل ہوتی ہے، وہ سب لوگ مکہ کی بجائے صنعاء آئیں اور کعبے پر چڑھاتے والے چڑھاوے اس کے قائم کردہ گرجا پر چڑھائیں تاکہ وہ تمام مال و دولت اس کے ہاتھ آئے۔ اس کے علاوہ کعبے کی وجہ سے مکے کو جو عزت کا نمایاں مقام حاصل ہے، وہ مقام اس گرجا کی وجہ سے صنعاء کو مل جائے۔

گرجا کی تعمیر مکمل ہو جانے پر اس نے اس سلسلے میں کوششیں شروع کر دیں، سرزمین حجاز کے رہنے والوں کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہیں بہت غصہ آیا مگر ابرہہ ایک طاقت ور حکمران تھا اور اس کے پاس ایک بڑی فوج تھی جس میں تربیت یافتہ جنگجو ہاتھیوں کا ایک بڑا دستہ بھی شامل تھا اس لیے وہ اس کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ تھے، یمن میں بہت سے حجازی بھی تھے، ایک روایت کے مطابق، ان میں سے ایک نے اپنے غم و غصے کے اظہار کے لئے گرجا میں گندگی پھیلا کر اسے ناپاک کر دیا۔

ابرہہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ غصے سے بے قابو ہو گیا اور لشکر کو مکّہ پر حملہ کرنے اور کعبے کو گرا دینے کی تیاری کا حکم دے دیا۔

یہ خبر سرزمین حجاز میں بسنے والے عرب قبائل تک پہنچی تو ان میں سخت بے چینی پھیل گئی، سمجھ میں نہیں آتا تھا کیا کریں۔ کہتے ہیں چند عرب سرداروں نے ابرہہ کو پیشکش کی کہ اگر وہ کعبے کو گرا دینے کے اپنے ارادے سے باز آ جائے تو وہ اپنی ایک تہائی یعنی کل دولت کا تیسرا حصہ اس کی خدمت میں پیش کر دینے کو تیار ہیں، مگر وہ نہ مانا اور اپنے ناپاک ارادے پر ڈٹا رہا۔

ابرہہ کا لشکر صنعاء سے روانہ ہوا اور اس نے مکہ کے قریب ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ ابرہہ نے اپنی فوج کے ایک حبشی افسر اسود بن مقصود کو حکم دیا کہ وہ مکے کے قریب جا کر چھاپہ مار کارروائی کرے اور وہاں کی سُن گُن بھی لائے۔ اسود مکّہ کے قریب پہنچا۔ وہاں قریش اور دوسرے قبیلوں کے مویشی چر رہے تھے۔ بہت بڑی تعداد میں چرنے والے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں میں دو سو اونٹ قریش قبیلے کے سردار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے بھی تھے۔ اسود ان تمام مویشیوں کو ہانک کر اپنے لشکر میں لے گیا۔

اطلاع ملنے پر عبد المطلب اور دوسرے قبیلوں کے سردار ایک جگہ جمع ہوئے اور صلاح مشورہ کیا جس میں طے پایا کہ چونکہ ابرہہ کی فوجی طاقت بہت زیادہ ہے اور اس کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں اس لئے مکہ کی ساری آبادی کو شہر چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے جانا چاہیئے۔

ابھی وہ لوگ اس فیصلے سے مکہ کے رہنے والوں کو آگاہ کرنے کے ارادے سے اٹھنے ہی والے تھے کہ ابرہہ کا ایک قاصد ان کے پاس پہنچا اور پوچھا:

''تم میں مکہ کا سردار کون ہے؟'' لوگوں نے عبد المطلب کی طرف اشارہ کیا تو قاصد نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں اپنے حاکم ابرہہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک پیغام لایا ہوں اور وہ یہ کہ ہمارا ارادہ تم لوگوں کو نقصان پہنچانے کا نہیں اور نہ ہی تم لوگوں سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف کعبے کو

ڈھانے کیلئے یہاں آئے ہیں' اگر تم ہمارے اس ارادے میں رکاوٹ نہ بنو تو تم لوگ ہر طرح سے محفوظ و مامون رہو گے''۔

عبدالمطلب نے جواب دیا: ''ہمارا ارادہ نہ تم سے لڑنے کا ہے اور نہ ہی ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا گھر ہے اگر اللہ کو اس کی حفاظت کرنا ہو گی تو خود ہی کرے گا۔''

قاصد عبدالمطلب کو لے کر ابرہہ کی خدمت میں پہنچا۔ عبدالمطلب ایک وجیہ اور باوقار انسان تھے' ابرہہ ان کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ بہت عزت سے اپنے پاس بٹھایا۔

بات چیت کے دوران عبدالمطلب نے ابرہہ سے شکایت کی کہ اس کے آدمی ان کے اونٹ پکڑ لائے ہیں، وہ ان کے حوالے کر دیے جائیں۔

ابرہہ نے حیرت سے انہیں دیکھا اور بولا: ''عبدالمطلب! میں تمہیں بہت عقل مند سمجھتا تھا مگر تمہاری اس بات سے مجھے بہت مایوسی ہوئی ہے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارا کعبہ گرانے آیا ہوں' جو تمہارے لیے بہت زیادہ مقدس مقام ہے اور اس لیے تمہیں سب سے زیادہ عزیز ہونا چاہیے مگر تمہیں اس کی کوئی فکر نہیں۔ فکر ہے تو اپنے اونٹوں کی!!۔''

عبدالمطلب نے کہا: ''اونٹ میرے اپنے ہیں' اور کعبہ اللہ کا گھر ہے۔ میں نے اپنی چیز کی فکر کی اور اس کیلئے تم سے بات کی' اسی طرح اللہ بھی خود اپنی چیز کی فکر اور حفاظت کرے گا۔ مجھے اس کیلئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔''

ابرہہ نے کہا: ''بس تو ٹھیک ہے۔ اب کعبہ کو میرے ہاتھوں تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔''

عبدالمطلب نے کہا: ''تم جانو اور کعبے کا رب جانے''

ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس دلوا دیے اور وہ ان کے ساتھ مکہ لوٹ گئے۔

ایک روایت کے مطابق' عبدالمطلب اہل مکہ کے ساتھ پہاڑ پر جانے لگے تو خانہ کعبہ میں حاضر ہوئے اور اس کی زنجیر پکڑ کر دعا کی:
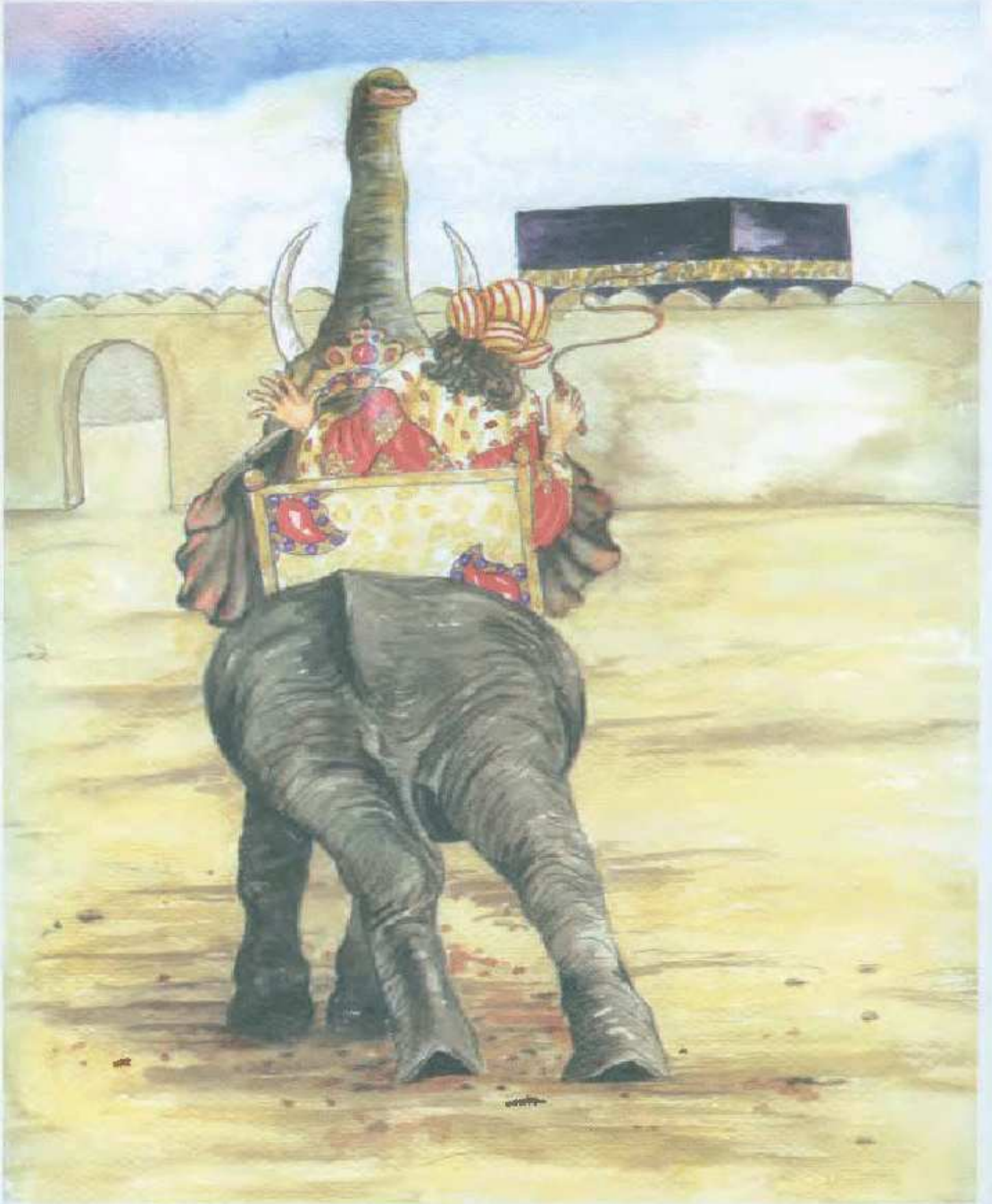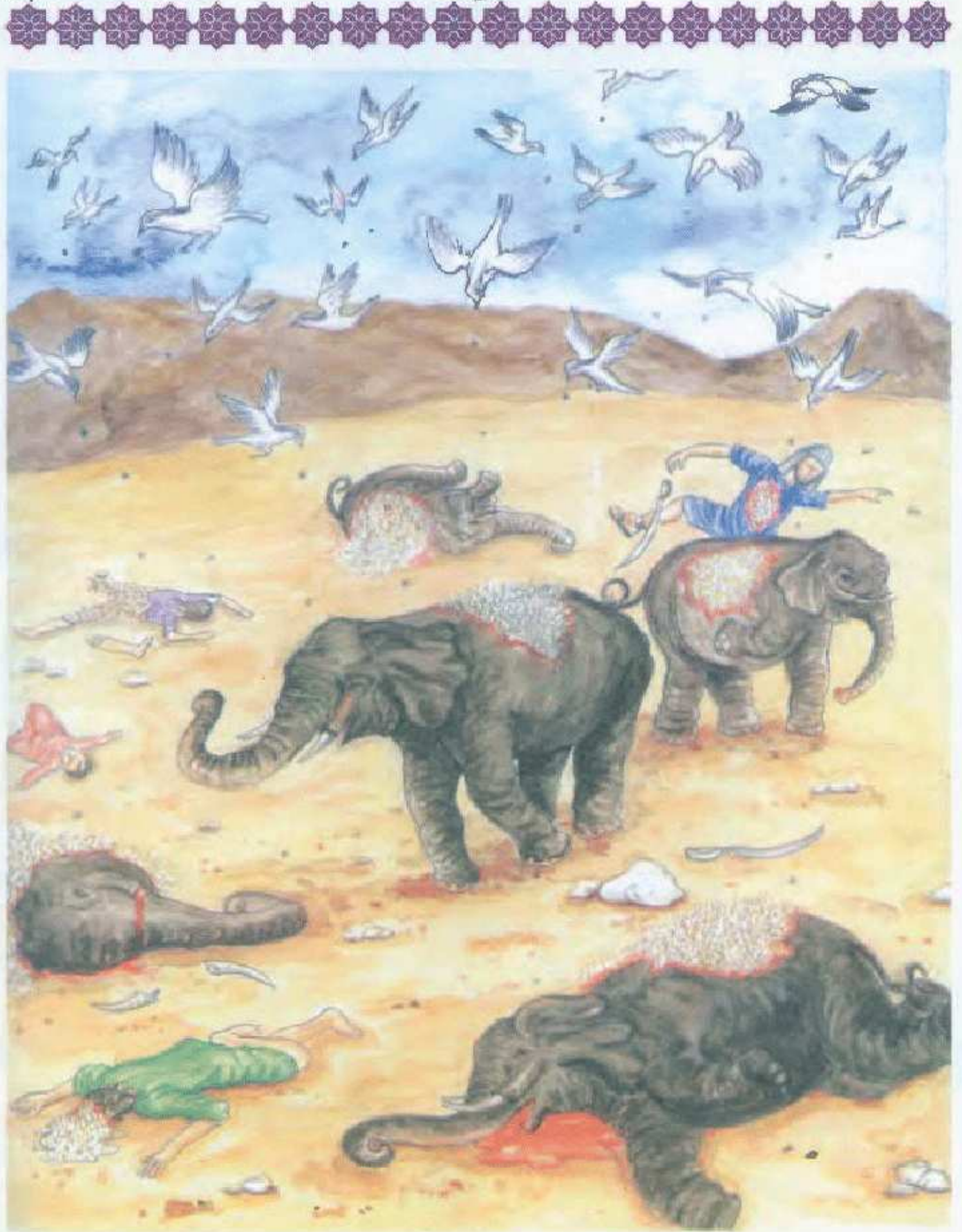
''اے اللہ! ہم اس (کعبے) کے بارے میں غمگین نہیں' کیونکہ جب ہم اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں تو اپنے کعبہ کی تجھ کو بھی ضرور حفاظت کرنا ہے اور اگر تو نہ چاہے تو عیسائیوں کی طاقت غالب آسکتی ہے نہ ان کی کوئی تدبیر اور اگر تو ہی انہیں اپنے گھر کا تقدس خراب کرنے دے تو پھر ہم کون تیری مرضی میں دخل دینے والے۔ تو جو تیرا جی چاہے وہ کر!۔''

اس کے بعد عبدالمطلب اور تمام اہالیان مکہ پہاڑوں پر چلے گئے اور گھاٹیوں میں پناہ لی۔

اگلی صبح ابرہہ نے اپنا لشکر مکہ کی طرف بڑھایا۔ اگلی صف میں بے شمار ہاتھی تھے۔ ابرہہ جس ہاتھی پر سوار تھا اس کا نام ''محمود'' تھا۔ وہ ہاتھی مکہ کی طرف بڑھنے کی بجائے زمین پر بیٹھ گیا اور بہت کوشش اور مارنے پیٹنے پر بھی چلنے کو تیار نہ ہوتا مگر جب اس کا رخ یمن کی طرف ہوتا تو فوراً اُٹھ کر تیزی سے چلنے لگتا۔

ادھر یہ معاملہ ہو رہا تھا اُدھر فضا میں پرندوں کے غول نمودار ہوئے۔ انہوں نے اپنی چونچ اور پنجوں میں چھوٹے چھوٹے پتھر دبا رکھے تھے۔ لشکر کے اوپر پہنچ کر پرندوں نے وہ پتھر اس پر پھینکنا شروع کر دیے۔ ہاتھی، گھوڑے یا انسان، وہ پتھر جس پر گرتے جسموں کو پھاڑ کر باہر نکل جاتے۔ اور ان کے اعضاء فوراً ہی گلنے سڑنے لگتے۔ ذرا سی دیر میں پورا لشکر ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ محرم 571ء میں پیش آیا۔ عربوں نے اس کا نام عام الفیل (ہاتھیوں کا سال) رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ قرآن کی سورۃ الفیل میں بیان فرمایا ہے۔

سبق:

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ طاقت والا ہے۔ اس کے سامنے کسی بادشاہ یا سپہ سالار اور اس کے جنگی ساز وسامان اور طاقت کی کوئی حیثیت نہیں۔

کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور دنیا میں سب سے مقدس مقام ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ دار خود اللہ تعالیٰ ہے اور جس چیز کا محافظ اللہ تعالیٰ ہو ناممکن ہے کہ اس کی مرضی ومنشاء کے خلاف دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اس کو کوئی معمولی سا نقصان پہنچا سکے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں کہ وہ دیو ہیکل ہاتھیوں کے لشکر کو چھوٹے چھوٹے کمزور پرندوں کے ذریعے بھوسے کا ڈھیر بنا دے۔

انسان کو کبھی اپنی طاقت پر غرور اور گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
گرجا	چرچ / عیسائیوں کی عبادت گاہ
کارندے	ملازم / کام کرنے والے
حجاز	مکہ، مدینہ، طائف اور نجد وغور کے درمیان کی زمین
قاصد	نامہ بر / پیغام لانے والا
محفوظ و مامون	تحفظ اور امان پانے والے
وجیہ	حسین / خوبصورت / خوش رو
گھاٹیوں (گھاٹی کی جمع)	دو پہاڑوں کے درمیانی راستے
اعضاء	حصے

مچھلی

حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی گزرے ہیں، آپ کے والد کا نام متی اور تعلق قوم بنی اسرائیل سے تھا۔ عراق کے مشہور شہر نینوا میں رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ۲۸ برس کی عمر میں آپؑ کو نبوت عطا فرمائی، ایک عرصے تک اہلِ نینوا کو تبلیغ فرماتے رہے مگر ان لوگوں نے آپؑ کی دعوتِ حق پر کوئی کان نہ دھرا اور بُرائیوں اور گناہوں میں مبتلا رہے۔

اہلِ نینوا کی سرکشی اور مسلسل مخالفت نے آپؑ کو دل برداشتہ کر دیا۔ آپؑ ان سے سخت ناراض ہوئے اور ان کے لئے عذاب الٰہی کی بددُعا کر کے وہاں سے روانہ ہو گئے۔ دریائے فرات کے کنارے مسافروں سے بھری کشتی روانگی کے لئے تیار کھڑی تھی ۔ آپؑ بھی سوار ہو گئے۔

کشتی ابھی کچھ ہی دور گئی تھی کہ طوفانی ہوائیں چلنے لگیں، کشتی ڈگمگانے لگی اور اس کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ کشتی کے مَلّاحوں نے اپنے عقیدے کے مطابق کہا:

"معلوم ہوتا ہے، اپنے آقا سے بھاگا ہوا کوئی غلام کشتی میں سوار ہو گیا ہے، جب تک اسے نہ نکالا جائے گا اس مصیبت سے نجات نہیں ملے گی..............."

حضرت یونس علیہ السلام کو خیال آیا، اللہ تعالیٰ کو وحی کا انتظار کیے بغیر میرا نینوا سے چلا آنا پسند نہیں آیا اور یہ آثار میری آزمائش کے ہیں.................آپؑ نے فرمایا:

"میں ہوں وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ مجھے کشتی سے پھینک دو................"

مگر ملاح اور مسافر آپؑ کو جانتے تھے' اور نیک انسان سمجھتے تھے۔ آپ کی شرافت سے متاثر بھی تھے۔انہوں نے انکار کر دیا........ پھر طے پایا کہ قرعہ ڈالا جائے، جس کا نام نکلے اسے کشتی سے نکال دیا جائے۔قرعہ اندازی ہوئی تو اس میں حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ملاح اور مسافروں کو اب بھی یقین نہ آیا۔پھر دوسری اور تیسری بار قرعہ اندازی کی گئی، ہر بار آپؑ کے نام قرعہ نکلا۔

ملاح اور مسافر آپؑ کو کشتی سے نکالنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر آپؑ نے خود ہی کشتی سے دریا میں چھلانگ لگا دی۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بڑی مچھلی نے فوراً آپؑ کو نگل لیا اور اپنے پیٹ میں سالم اور محفوظ رکھا۔

حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر نینوا سے چلے تھے تو آپؑ نے چالیس روز کے اندر ان پر اللہ کا عذاب نازل ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ ان کی قوم کے لوگوں کو اس پر یقین نہ تھا اور وہ کہا کرتے: "یونس کہتے تھے کہ عذاب آئے گا، اب تک تو عذاب آیا نہیں'

نجانے کب آئے گا"۔ مگر کچھ دنوں بعد عذاب کے آثار نمودار ہوئے تو پریشان ہو گئے، کہنے لگے حضرت یونس علیہ السلام کی بات غلط نہیں تھی اور آپؑ واقعی اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کی، اللہ پر ایمان لے آئے اور عذاب کے ٹل جانے کی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی اور عذاب ٹل گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ اور وحی الٰہی کا انتظار کیے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر آنے پر نادم تھے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی خطا معاف کرنے کے لئے دُعا کی: "اے اللہ!..... تیرے سوا کوئی معبود نہیں..... تو ہی یکتا ہے۔ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں....... بے شک میں ہی خود پر ظلم کرنے والا ہوں......."۔ (سورۃ الانبیاء، آیت ۸۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی درد بھری دُعا سنی اور اسے قبول فرمایا۔ مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو جو تیرے پاس ہماری امانت ہے، ساحل پر اگل دے...... مچھلی نے حکم کی تعمیل کی۔

حضرت یونس علیہ السلام بہت کمزور حالت میں زمین پر پڑے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے قریب ایک بیل دار درخت اگا دیا۔ حالت بہتر ہوئی تو آپؑ نے اس درخت کے سائے میں ایک جھونپڑی بنائی اور اس میں رہنے لگے۔ کچھ عرصے بعد اس درخت کی جڑ کو کیڑا لگ گیا اور بیل سوکھنے لگی۔ حضرت یونس علیہ السلام کو اس کا بہت دکھ ہوا...... اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے حضرت یونس علیہ السلام کو مخاطب فرمایا:
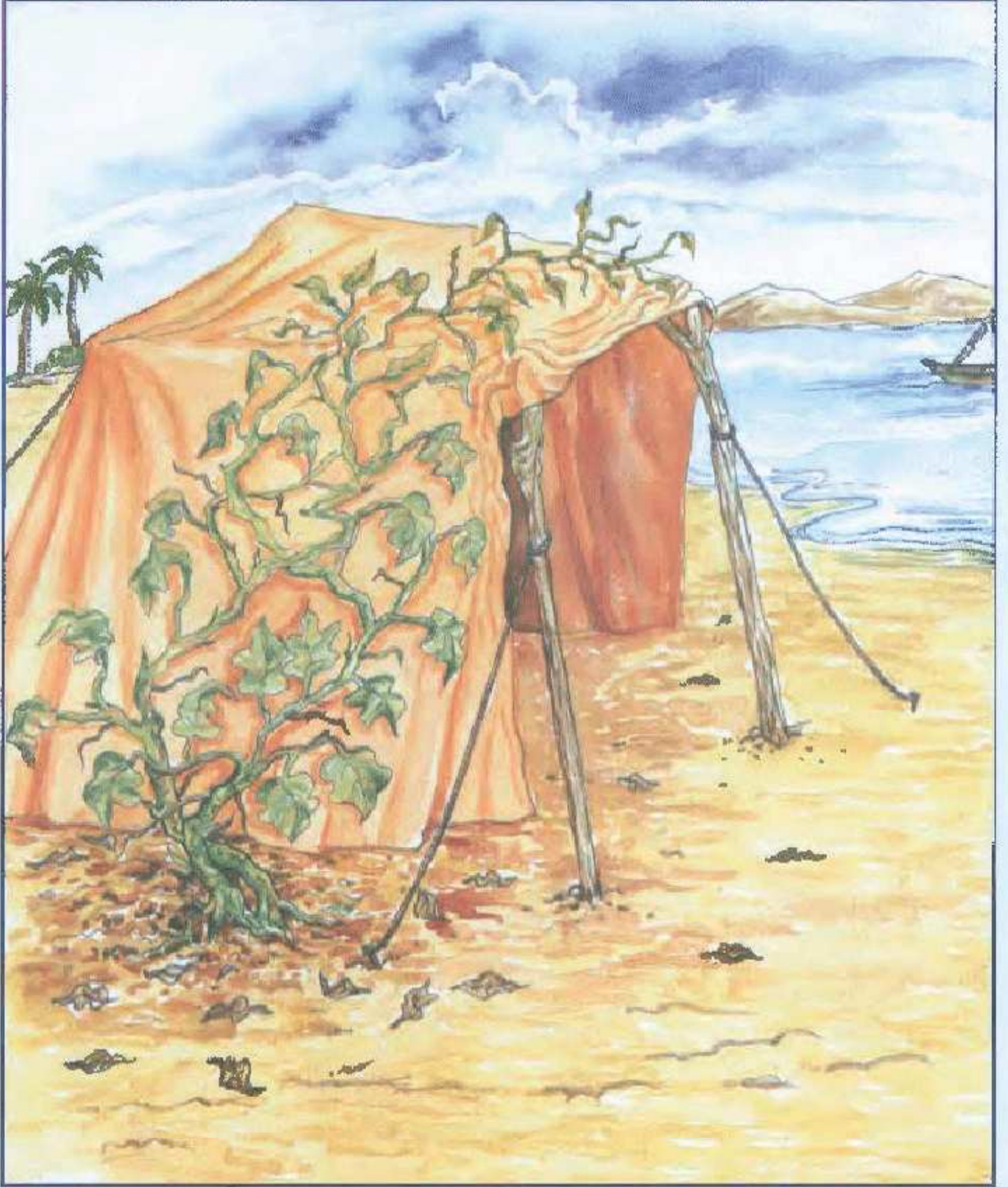
''یونس! ...... تمہیں اس بیل کے سوکھنے کا بہت دکھ ہوا، جو ایک معمولی اور حقیر چیز ہے، مگر تم نے اپنی قوم کو چھوڑتے وقت یہ نہ سوچا کہ نینوئی میں بسنے والے ایک لاکھ سے زائد انسانوں کو اوران کے علاوہ لاتعداد دیگر جانداروں کو ہلاک اور برباد کردینے میں ہمیں کوئی ناگواری نہ ہوتی اور کیا ان کے لئے ہم اس سے زیادہ مشفق اور مہربان نہیں' جتنا تمہیں اس بیل سے لگاؤ ہے جو تم وحی کا انتظار کئے بغیر قوم کو بددعا دے کر ان کے درمیان سے نکل آئے۔

ایک نبی کی شان کے مناسب نہیں کہ وہ قوم کے حق میں عذاب کی بددعا کرے' نفرت سے ان سے جدا ہونے میں جلد بازی سے کام لے اور وحی کا بھی انتظار نہ کرے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ نینوا جائیں اور قوم میں رہ کر اس کی رہنمائی فرمائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی کثیر مخلوق ان سے فیض پا سکے۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر نینوا واپس تشریف لے گئے۔ قوم نے ان کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور پھر وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام سے رہنمائی لیتے رہے۔ اس قوم نے دنیا میں بھی بہت کامیابی حاصل کی اور نیک عمل کر کے آخرت کے لئے بھی بہت سامان کیا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے ان واقعات کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الانبیاء (آیت ۸۶، ۸۸) سورۃ الصفت (آیت ۱۳۹ تا ۱۴۸) اور سورۃ القلم (آیت ۴۸ تا ۵۰) میں موجود ہے۔

سبق:

ناکامیوں سے دلبرداشتہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ مشکلات میں صبر و تحمل سے کام لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں اور تمام مخلوق سے سب سے زیادہ محبت اور شفقت فرمانے والے ہیں اور ان کی بڑی سے بڑی نافرمانیوں کو دل سے توبہ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے سچے وعدے پر معاف فرما دیتے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
برگزیدہ	چنا ہوا/ منتخب/ ہر دلعزیز
تبلیغ	پہنچانا/ بھیجنا/ روانہ کرنا
دل برداشتہ	بددل/ مایوس
نجات	چھٹکارا
قرعہ	پانسہ / ایک خاص عمل جس سے بہت سوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جاتا ہے۔
وحی	الہام/ خدا کا پیغام
آخرت	انجام
مشفق	مہربان/ دوست

چیونٹی

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم ''منطق الطیر'' یعنی پرندوں سے باتیں کرنے کا علم عطا فرمایا تھا۔ آپ پرندوں ہی نہیں درندوں' چرندوں اور دیگر تمام مخلوق کی زبان بھی سمجھتے تھے اور ان سے انہی کی زبان میں باتیں کیا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت سلیمانؑ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ آپؑ کے لشکر میں انسانوں' جنوں' چرندوں' پرندوں اور درندوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوقات کی بہت بڑی تعداد شامل تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بہت رعب اور دبدبے والے بادشاہ تھے، یہی وجہ تھی کہ لشکر انتہائی نظم وضبط اور ترتیب کے ساتھ چل رہا تھا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ اپنی مقررہ حدود سے اِدھر اُدھر ہو جائے۔

صحراؤں سے گزرتا، پہاڑوں کو سَر کرتا، دریاؤں کو عبور کرتا یہ عظیم الشان لشکر اس وقت ایک بڑی وادی سے گزر رہا تھا۔ یہ وادیٔ نملہ' یعنی چیونٹیوں کی وادی تھی۔ زمین اور پہاڑوں میں کروڑوں سوراخ تھے' جن میں چیونٹیاں رہتی تھیں۔ ان چیونٹیوں

کی ایک ملکہ تھی۔ ملکہ چیونٹی اپنی رعایا چیونٹیوں کا بہت خیال رکھتی اور چیونٹیوں کی اس سلطنت کا نظم ونسق بڑی خوبی سے چلا رہی تھی۔ تمام چیونٹیاں اپنی ملکہ سے بہت پیار کرتی تھیں اور اس کے ایک اشارے پر بڑے سے بڑا کام کرنے کو تیار رہتی تھیں۔

ملکہ چیونٹی، بہت سی دیگر چیونٹیوں کے ساتھ وادی میں گھوم رہی تھی کہ اسے زمین میں عجیب سی دھمک محسوس ہوئی۔ وہ چونک کر رک گئی اور زمین سے آتی آواز کو غور سے سننے لگی۔

''اوہ! لگتا ہے، کوئی زبردست فوج ہماری وادی کی طرف آرہی ہے۔ زمین کی دھمک سے محسوس ہوتا ہے لشکر میں بھاری بھرکم جانور بھی شامل ہیں۔ ہو نہ ہو یہ حضرت سلیمانؑ کی فوج ہے۔'' اس نے کہا۔ دیگر چیونٹیوں نے اس کی بات سے اتفاق کیا تھا۔ وہ اور دیگر چیونٹیاں اُس سمت دیکھ رہی تھیں جدھر سے لشکر کی آمد متوقع تھی۔ کچھ ہی دیر بعد اس جانب سے دھول کے بادل اٹھتے دکھائی دینے لگے۔ پھر جلد ہی فوج بالکل قریب آ پہنچی۔ حضرت سلیمانؑ اپنے مخصوص تخت پر سوار اپنی فوج کے ساتھ آرہے تھے۔

چیونٹیوں کی ملکہ نے چیخ کر کہا:
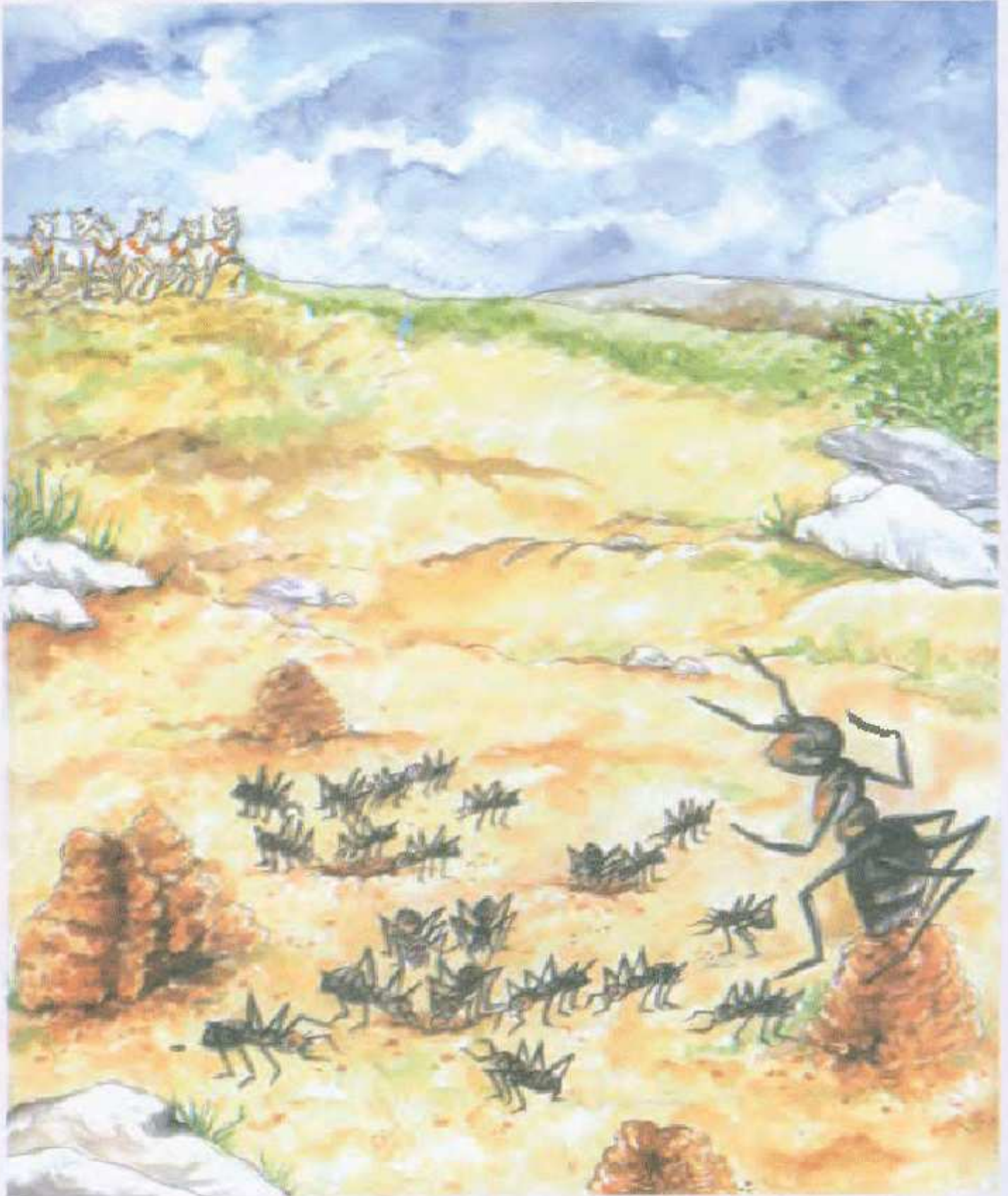
"خبردار! حضرت سلیمانؑ کی فوج قریب آ پہنچی ہے، میں حکم دیتی ہوں کہ تمام چیونٹیاں فوراً اپنے اپنے بلوں میں چلی جائیں۔ حضرت سلیمانؑ بلاشبہ ہمیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آ رہے مگر انہیں کیا معلوم کہ تم لوگوں کی کثیر تعداد اس وادی میں بسی ہوئی ہے، اور زمین پر رینگ رہی ہے اور ان کی فوج میں شامل انسانوں اور جانوروں کے پیروں تلے روندی جا سکتی ہے۔"

حضرت سلیمانؑ تک چیونٹی ملکہ کی آواز پہنچ گئی۔ آپؑ اس کی بات سن کر مسکرا دیے اور ملکہ چیونٹی کی سمجھ داری اور اپنی رعایا کا خیال رکھنے پر اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"بے شک! ایک بادشاہ کو اپنی رعایا کے جان و مال کا اسی طرح خیال رکھنا چاہیئے اور اس کے تحفظ کا انتظام کرنا چاہیئے جس طرح اس ملکہ چیونٹی نے کیا ہے۔"

یہ واقعہ قرآن مجید کی سورۃ النمل، آیت 15 تا 19 میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کے دور میں ایک بار طویل عرصے تک بارش ہی نہ ہوئی۔ کھڑی فصلیں مرجھا گئیں، نئی فصلیں پیدا نہ ہو سکیں، درخت سوکھ گئے۔ جہاں دریا اور نہریں تھیں وہاں دھول اڑنے لگی۔ حتیٰ کہ کنویں بھی خشک ہو گئے۔ غرض قحط کی سی صورتحال ہو گئی۔ انسان اناج کے دانے دانے کو اور جانور چارے کے تنکے تنکے کو ترس گئے اور بڑے پیمانے پر اموات کا خطرہ پیدا ہو گیا۔
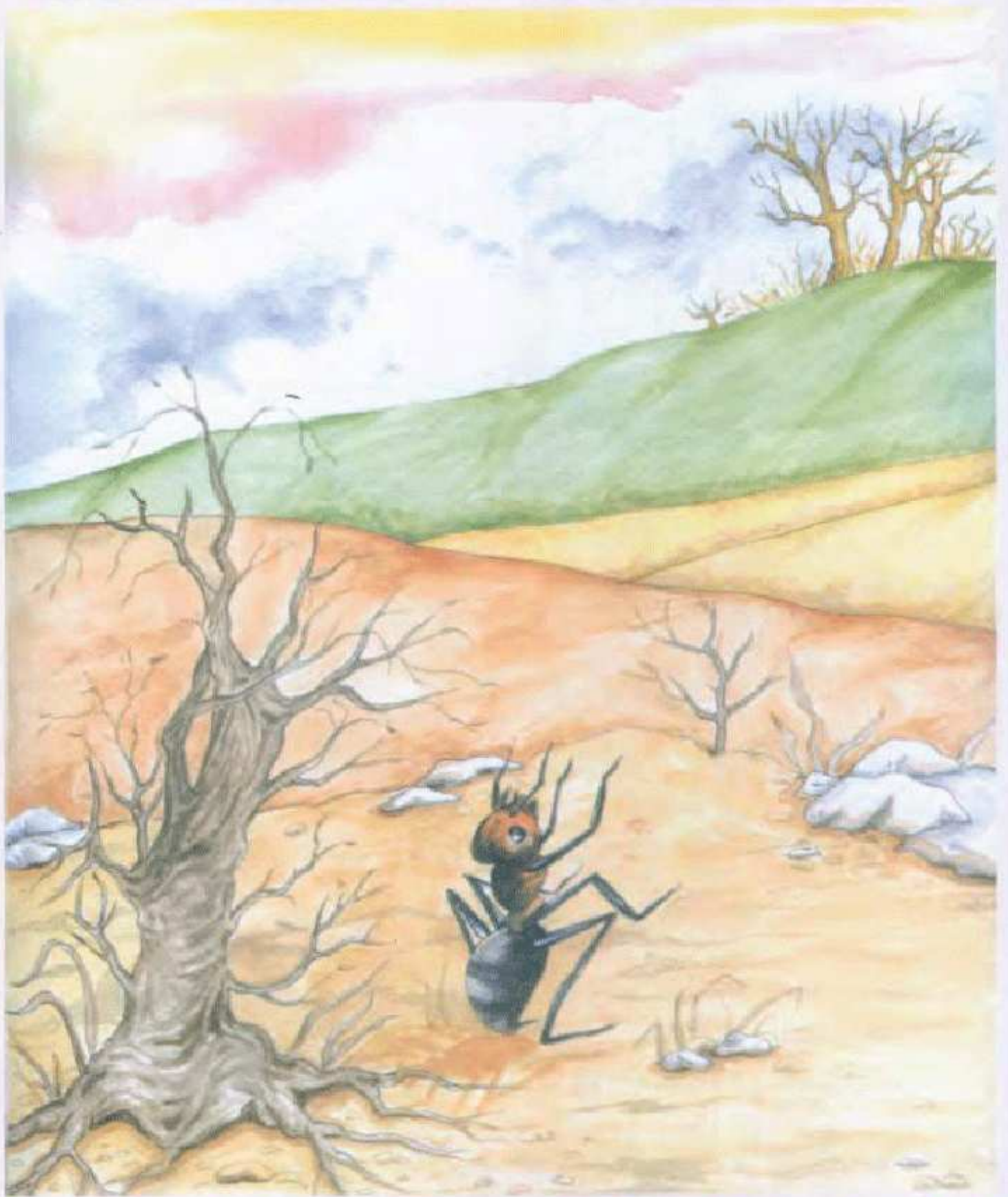
حضرت سلیمانؑ اپنی امت کے ساتھ بارش کی دعا کرنے کیلئے نکلے۔ وہ ایک میدان کی طرف جا رہے تھے تا کہ وہاں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کے لئے اجتماعی دعا کریں۔ اچانک ایک مقام پر ٹھٹھک کر رک گئے۔ ان کو رکتا دیکھ کر ان کے ساتھی بھی ٹھہر گئے۔

وہ سب اُس طرف دیکھ رہے تھے جہاں چند قدم کے فاصلے پر ایک چیونٹی اپنے اگلے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے دعا مانگ رہی تھی:

''یا اللہ!..... یا رازق و رزاق!...... یا حی یا قیوم!..... ہم بھی تیری مخلوق ہیں اور ہر پل تیرے فضل و کرم کے محتاج ہیں..... بارشیں نہ ہونے سے انسان اور حیوان سب ہی پریشان ہیں' خوراک اور پانی نہ ہونے سے ہماری زندگیوں کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ ہمیں بارش سے محروم رکھ کر ہلاک نہ کر۔ ہم پر اپنا رحم فرما، ہماری غلطیوں، کوتاہیوں اور گناہوں کو معاف فرما دے، بارانِ رحمت بھیج کر ہماری خشک وادیوں کو سیراب فرما دے۔''

حضرت سلیمانؑ نے یہ منظر دیکھ کر اپنی قوم سے فرمایا:

''چلو!........ واپس چلو!......... اب ہماری دُعا کی ضرورت نہیں۔ ایک حیوان کی دُعا نے ہمارا کام کر دیا۔ اب ہمارے طلب کئے بغیر بارش ہو گی۔'' اور پھر ایسا ہی ہوا۔

دیکھتے ہی دیکھتے سیاہ بادلوں نے آسمان کو ڈھانپ لیا اور دھواں دھار بارش شروع ہوگئی۔ جس نے پوری وادی کو جل تھل کر دیا۔ (ابن کثیر)

سبق:

ان واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حاکموں کو اپنی رعایا کا خیال رکھنا چاہیے اور انہیں آنے والی مصیبتوں اور پریشانیوں سے خبردار کرتے ہوئے ان کی حفاظت کا سامان کرنا چاہیے۔ انسانوں اور حیوانوں سمیت تمام مخلوق اپنے خالقِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور ہر مشکل اور مصیبت میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنی چاہیے۔ نیک نیت اور خلوصِ دل سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے دربار میں ضرور مقبول ہوتی ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
حیوان	زندگی (مراد) جانور
سلوک	برتاؤ/رویہ
لشکر	فوج
مرتکب	کسی کام کا کرنے والا/مجرم
قرینہ	طرز/سلیقہ
مَسکن	رہنے کی جگہ/گھر
انبوہ	بھیڑ/ہجوم/گروہ
قحط	مہنگائی/گرانی/کمی/کال
طلب	مانگنا/خواہش/تلاش
مخلوق	دنیا/خلقت/پیدا کیا ہوا

اژدہا (سانپ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے، رسول ان پیغمبروں کو کہا جاتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمائی۔ آپؑ پر توریت نازل کی گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے، آپؑ کے والد کا نام عمران بن قامت تھا۔ مصر کے بادشاہ فرعون کہلاتے تھے۔ اس وقت کے فرعون نے قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا تھا اور خود کو خدا قرار دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی نجات اور رہنمائی کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی اللہ کے ایک پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی تھی، آپؑ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس مدین میں رہتے تھے جبکہ آپؑ کا سارا خاندان مصر میں تھا۔ ایک روز آپؑ بیوی بچوں کو ساتھ لے کر مدین سے مصر روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے رات ہوگئی، سخت سردی پڑ رہی تھی، آپؑ نے ایک جگہ قیام کا فیصلہ کیا اور سردی سے بچنے کے لئے آگ جلانا چاہی مگر سردی اتنی شدید تھی کہ آگ جلانے والے پتھر (چقماق) نے کام نہ کیا۔

آپؑ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کیا جائے کہ اچانک نظر وادی میں دور چمکتے ایک شعلے پر پڑی۔ آپؑ اس کی سمت چل پڑے۔۔۔۔۔۔ اور قریب پہنچے تھے کہ آواز آئی:

''اے موسیٰ! میں تیرا رب ہوں' اپنے جوتے اتار دے کیونکہ تو مقدس وادی میں کھڑا ہے اور سُن! میں نے تجھے اپنی رسالت کے لیے چن لیا ہے۔ جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے غور سے سن، بے شک میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی معبود نہیں' پس تو میری عبادت کر اور میری یاد کیلئے نماز قائم کر''

پھر اللہ نے پوچھا:

"اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا:

"یہ میری لاٹھی ہے۔ بکریاں چراتے وقت میں اس پر سہارا لیا کرتا ہوں۔ اس سے بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ بھی کئی کام کر لیتا ہوں"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"موسیٰ! لاٹھی کو زمین پر ڈال دے"

آپؑ نے حکم کی تعمیل کی اور لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا۔ لاٹھی کا زمین پر گرنا تھا کہ وہ ایک بڑا اژدہا بن گئی اور اِدھر اُدھر رینگنے لگی، حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے اور پیٹھ موڑ کر بھاگے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"موسیٰ! خوف نہ کھاؤ، اسے پکڑ لو۔ ہم اس کو اس کی اصل حالت پر لوٹا دیں گے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ایک سرے سے دو شاخہ تھی۔ وہی دو شاخہ اژدہے کا منہ نظر آ رہا تھا۔ آپؑ پریشان تھے اور اسے پکڑتے ہوئے گھبرا رہے تھے تاہم اللہ تعالیٰ کی قربت نے انہیں مطمئن اور بے خوف کر دیا اور آپؑ نے اژدہے کے منہ پر ہاتھ ڈال کر اسے پکڑ لیا۔ ہاتھ میں آتے ہی وہ اژدہا دوبارہ لاٹھی بن گیا۔

اب اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا:

"اے موسیٰ!۔ اپنے ہاتھ کو گریبان کے اندر لے جا کر بغل سے لگاؤ۔ دیکھو کہ وہ ہر مرض سے پاک اور بے داغ چمکتا ہوا نکلے گا۔"

آپؑ نے حکم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق آپؑ نے ہاتھ چمکتا ہوا پایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"موسیٰ !۔ ہماری جانب سے یہ تمہاری نبوت و رسالت کے دو بڑے نشان ہیں ۔ یہ تمہارے پیغام صداقت اور دلائل کی زبردست تائید کریں گے۔"

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہوا:

"بلاشبہ فرعون اور اس کے ساتھی نافرمان ہیں۔ انہوں نے بہت سرکشی اور نافرمانی اختیار کر رکھی ہے، غرور اور تکبر انتہا کو چھو رہا ہے اور بنی اسرائیل پر بے انتہا ظلم کرتے ہوئے انہیں اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ جاؤ اور ان کو غلامی سے نجات دلاؤ۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر پہنچے، وہاں سے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو ساتھ لیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں فرعون کے پاس جا کر اسے توحید یعنی اللہ کی بس ایک ذات پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ مگر فرعون تو اپنی دولت اور طاقت کے نشے میں چور تھا اور اپنے آپ کو ہی خدا سمجھتا اور دوسروں سے منواتا تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق قبول کرنے کی بجائے آپؑ کا مذاق اڑایا۔ قید میں ڈال دینے کی دھمکی دی۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی دھونس دھمکی میں نہ آئے تو فرعون نے کہا:

"اچھا! اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دی جو اژدہا بن گئی ۔ پھر آپؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کر کے باہر نکالا تو وہ روشن ستارے کی طرح چمکنے لگا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"بلاشبہ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔ اور شاید اس کا مقصد اپنے جادو کے زور پر ہمیں ہمارے ملک سے نکال دینا ہے لہٰذا جادو کا مقابلہ جادو سے کرنا چاہیے۔"

پھر فرعون نے کہا:

"موسیٰ! ہم سمجھ گئے ہیں تو ہمیں اس حیلے سے مصر سے نکال دینا چاہتا ہے۔ مگر یہ اتنا آسان نہیں۔

اب ہم بڑے بڑے جادوگروں کو جمع کر کے تجھے شکست دلائیں گے۔

مقابلے کا ایک دن مقرر ہو گیا۔ یہ مصریوں کی عیدوں میں سب سے بڑی عید "یوم جشن" تھا۔ فرعون بڑے تکبر سے تخت پر بیٹھا۔ لوگوں کی بہت بڑی تعداد یہ مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع تھی۔

ایک طرف ماہر جادوگروں کا گروہ تھا جو دور دور سے بلوائے گئے تھے اور دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام۔ فرعون بہت خوش تھا اور اپنے جادوگروں کی حوصلہ افزائی کر رہا تھا۔ اسے ان کی کامیابی کا یقین تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے ذکر اور اس کے دین کی تبلیغ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرعون کے جادوگروں نے کہا:

"موسیٰ!۔ یہ باتیں چھوڑو۔ اور بتاؤ پہل ہم کریں یا تم کرو گے۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: "تم ہی کرو!"

جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں زمین پر ڈال دیں، جو سانپ اور اژدہے بن گئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پریشان سے ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے فرمایا:

"موسیٰ ڈرو نہیں! ہمارا وعدہ ہے تم ہی کامیاب ہو گے۔ اپنی لاٹھی زمین پر ڈال دو۔"

آپ نے فوراً لاٹھی زمین پر ڈال دی وہ بہت بڑا اژدہا بن گئی جو جادوگروں کے تمام سانپوں اور اژدھوں کو نگل گیا۔

جادوگروں نے یہ معجزہ دیکھا تو فوراً حقیقت کو سمجھ گئے اور بھرے میدان میں اقرار کر لیا کہ موسیٰ کا یہ عمل جادو نہیں، اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے۔ پھر وہ سجدے میں گر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے۔

حق و باطل کی اس کشمکش میں فرعون اور اس کے ارکانِ سلطنت کو سخت شکست اُٹھانا پڑی۔ وہ برسرِ عام ذلیل و رسوا ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا وعدہ پورا ہوا اور وہ کامیاب و کامران رہے۔

فتح ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے۔ باطل کے حصے میں رسوائی اور ذلت آمیز شکست آتی ہے۔ اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہمیشہ ذلیل وخوار ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں اس واقعے کا ذکر سورۃ القصص آیت۔ 29 تا 35، سورۃ طٰہٰ۔ آیت 17 تا 23 اور آیت 65 تا 69۔ سورۃ النمل۔ آیت 10 تا 12۔ سورۃ الاعراف۔ آیت 107 تا 119 میں کیا گیا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
نجات	چھٹکارا
رسالت	پیغام پہنچانا/سفارت
وحی	الہام/نرم کلام/خدا کا پیغام
معبود	جس کی عبادت کی جائے/لائق عبادت
پوشیدہ	چھپا ہوا/مخفی
دوشاخہ	دوشاخوں والی
بنی اسرائیل	حضرت یعقوب علیہ السلام کی قوم
معجزہ	جو بات خلاف عادت ظاہر ہو۔ نبی کی ذات سے متعلق معجزہ اور ولی کی ذات سے منسوب کرامت کہلاتی ہے

مینڈھا

اللہ تعالیٰ کا اپنے مقبول اور خاص بندوں کے ساتھ معاملہ بھی خاص ہوتا ہے۔ انہیں کڑے امتحانوں اور سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے اور قدم قدم پر جاں نثاری اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:

ہم انبیاء (علیہم السلام) اپنے اپنے مقام و مرتبے کے لحاظ سے امتحانوں میں ڈالے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی اور رسول تھے اس لئے آپؑ کو بھی مختلف آزمائشوں سے گزارا گیا اور آپؑ ہر آزمائش و امتحان پر پورے اترے۔

خدائی کے دعوے دار بادشاہ نمرود نے آپؑ کو بھڑکتی آگ میں ڈلوا دیا تب بھی آپؑ کے قدم راہِ حق سے نہ ہٹنے پائے اور آپ صبر و رضا کا پیکر نظر آئے........اور جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے جان سے زیادہ پیارے بیٹے کی قربانی طلب کی تب بھی

آپؑ نے حق تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کے آگے سر جھکا دیا۔صبرِ عظیم کا یہ واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا۔اللہ تعالیٰ آپؑ سے آپؑ کے محبوب بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی طلب کر رہا ہے...... یہ خواب آپؑ نے مسلسل تین رات دیکھا۔نبیوں اور رسولوں کا خواب سچا اور وحی الٰہی ہوتا ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس وقت کم سن لڑکے تھے۔حضرت ابراہیمؑ اور آپؑ کی اہلیہ محترمہ بی بی حاجرہ بہت ضعیف ہو چکے تھے مگر کوئی اولاد نہ تھی آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بہت عرصے تک اولاد کے لیے دعا کی تھی ، جس کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت سے نوازا تھا.......مگر........ اللہ تعالیٰ اب اسی محبوب بیٹے کی قربانی طلب کر رہا تھا۔یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ایسے بیٹے سے باپ کو کس قدر محبت ہوگی۔مگر بات اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی تھی جس میں چوں چرا اور اگر مگر کی کوئی گنجائش نہیں ہوا کرتی۔آپؑ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہو گئے ....مگر..... بات صرف آپؑ کی رضامندی کی نہیں تھی ،

جس کو قربان کر دینے پر آپؑ آمادہ و تیار ہو گئے تھے، اس کی مرضی کا جاننا بھی ضروری تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اپنا خواب سنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے والد کی بات فوراً سمجھ گئے اور فرمایا:

"ابا جان!......اللہ تعالیٰ کی اگر یہی مرضی ہے تو آپ (علیہ السلام) ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو گلے سے لگالیا۔ اگلے روز دونوں باپ بیٹے گھر سے نکلے اور دور ایک پہاڑی پر جا پہنچے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک چٹان پر لٹایا اور تیز دھار چھری سنبھالی......حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے باپ کے ہاتھ میں ہلکی سی لرزش دیکھی تو فرمایا:

"ابا جان پہلے میرے ہاتھ پاؤں اچھی طرح رسی سے جکڑ دیجیے۔ پھر اپنی آنکھوں پر بھی پٹی باندھ لیجیے...... تاکہ ذبح کا منظر دیکھنے اور میرے تڑپنے سے آپ کے

ہاتھ میں لغزش نہ آ جائے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی بات پر عمل کیا۔ اور...... ابھی گردن پر چھری چلانے ہی والے تھے کہ اللہ ربّ العزت کی طرف سے آپؑ پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے ابراہیم!...... ہاتھ روک لے۔ تو نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک یہ انتہائی سخت اور کٹھن آزمائش تھی، جس میں تو پورا اترا۔ اب بیٹے کو چھوڑ اور یہ جو تیرے پاس مینڈھا کھڑا ہے اس کو ذبح کر..... ہم نیکو کاروں کو اسی طرح نوازا کرتے ہیں....."

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحی الٰہی سن کر آنکھوں سے پٹی کھول دی اور پیچھے مڑ کر دیکھا..... جھاڑی کے قریب ایک مینڈھا موجود تھا۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسے ذبح کر دیا۔

پیارے بچو!...... یہی وہ قربانی ہے، جو اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئی اور ایسی مقبول ہوئی کہ اس نے رہتی دنیا تک اس قربانی کو ملّتِ ابراہیمی (مسلمانوں) کا شعار
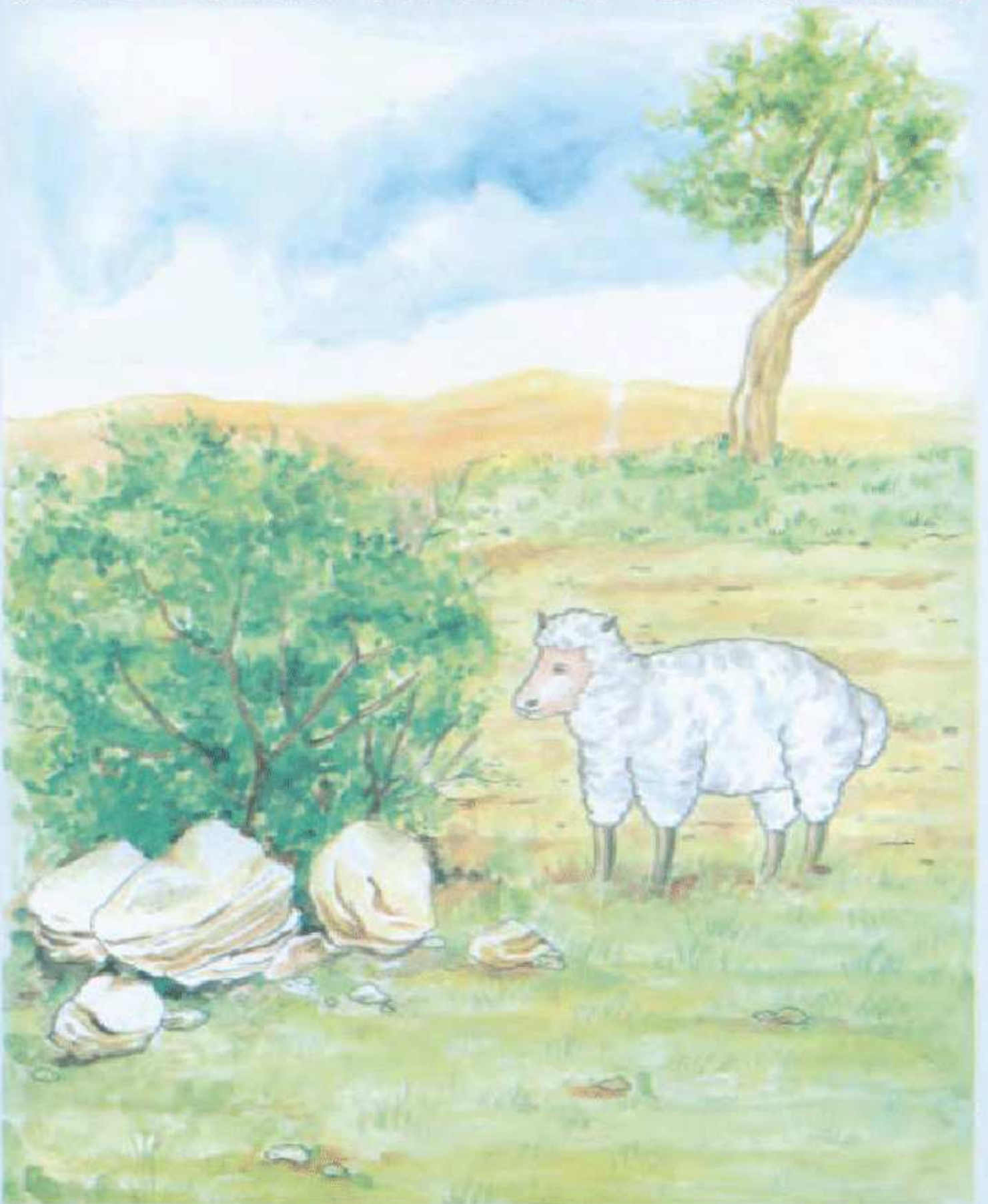
قرار دے دیا۔ یہ قربانی ہر اسلامی سال کے آخری مہینے ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو دنیا بھر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ اور ہر مسلمان پر جو اس کی استطاعت رکھتا ہو، فرض ہے..... ہم اس دن کو عید الاضحیٰ، بقر عید اور بڑی عید کے نام سے جانتے ہیں۔

اس واقعے کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الصافات، آیت ۱۰۰ تا ۱۱۱ میں کیا گیا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول سے زیادہ اہم اور ضروری کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کے لیے تمام رشتے قربان کیے جا سکتے ہیں۔ انسان کو جتنی بھی نعمتیں میسّر ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔ نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور نہ ملے یا ملنے کے بعد نہ رہے تو اس پر صبر کرنا چاہیے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
کڑے	سخت
تسلیم ورضا	ماننا اور آمادہ ہو جانا
جاں نثاری	جاں قربان کر دینے کا جذبہ
مقام ومرتبہ	درجہ، منصب
دعوے دار	دعویٰ کرنے والا
خوشنودی	خوشی / رضامندی
چوں چرا	حیلہ بہانہ / اگر مگر / بحث تکرار
لرزش	کپکپاہٹ / تھرتھری / کپکپی
جکڑنا	کس کر باندھنا / زور سے پکڑنا
وحیِ الٰہی	خدا کا پیغام / وہ پیغام جو اللہ کی جانب سے رسولوں پر اُترے
شعار	چلن / طور / طریقے
استطاعت	قدرت / طاقت / مقدور

بھیڑیا

وہ ایک گھنا اور خطرناک جنگل تھا، قدم قدم پر خونخوار درندے تھے اور سانپ بچھو اور دیگر موذی جانور بھی۔ مگر اُن نوجوانوں کو جیسے کسی خطرے کا کوئی احساس ہی نہ تھا۔ وہ تیزی سے ایک جانب چلے جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک نوعمر لڑکا بھی تھا، بے حد حسین اور معصوم۔ اس کے چہرے پر تھکن اور بے زاری کے آثار نمایاں تھے مگر ساتھ والے نوجوان اس کی طرف سے بالکل بے پروا نظر آ رہے تھے۔

اچانک سب سے آگے چلنے والا نوجوان ایک جگہ ٹھٹک کر رک گیا "وہ دیکھو! وہ رہا ویران کنواں۔" اس نے انگلی سے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اس طرف چلنا ہے۔"

پھر اُن کا رخ اس کنویں کی جانب ہو گیا، جس کی خستہ حال منڈیر صاف نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ وہاں پہنچ گئے۔

"بڑی اچھی جگہ کا انتخاب کیا ہے تم نے، واقعی اس طرف تو کسی کا گزر ہوتا ہی نہیں ہوگا۔" ایک اور نوجوان نے کنویں کے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

پھر اُن نوجوانوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کچھ اشارہ کیا اور پھر اچانک ہی نوعمر لڑکے کو دبوچ لیا۔ لڑکا گھبرا گیا۔ اس نے مزاحمت کی مگر اپنے سے کئی گنا طاقتور نوجوانوں کے سامنے اس کی ایک نہ چلی۔ نوجوانوں نے زبردستی اس کی قمیض اتاری اور کنویں میں دھکا دے دیا۔ لڑکے کی ایک طویل چیخ ابھری اور پھر خاموشی چھا گئی۔
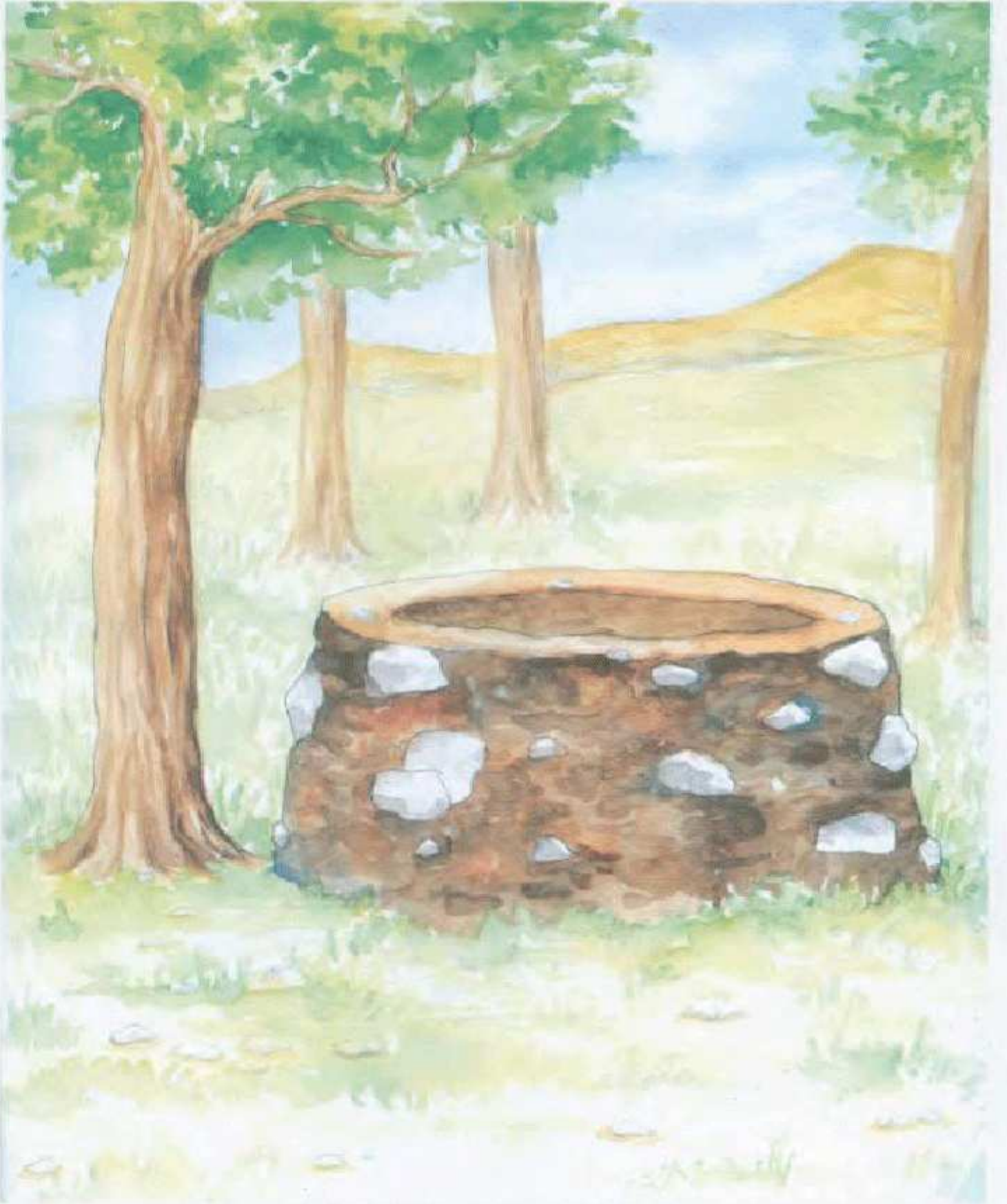
''ہاہاہا..... اب اسی اندھے کنویں میں بھوک پیاس سے مرو ابا کے لاڈلے..... اور اب وہ باپ بھی تمہاری صورت بھی نہ دیکھ پائے گا جسے تمہیں دیکھے بغیر ایک پل چین نہیں آتا تھا۔'' ایک نوجوان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ دوسروں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔

پھر انھوں نے ایک جنگلی جانور شکار کیا، لڑکے کی اتروائی ہوئی قمیض پر اس کے خون کے چھینٹے ڈالے اور واپس چل پڑے۔

بوڑھے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نوعمر یوسف علیہ السلام کو ان کے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ جو سیر و شکار کے لئے جا رہے تھے اور یوسف علیہ السلام کو بھی ساتھ لے جانے پر بضد تھے، بھیج تو دیا تھا مگر آپؑ کا دل بے چین تھا۔ عجیب عجیب وسوسے اور خدشات پریشان کر رہے تھے۔ بار بار نظر دروازے کی طرف اٹھ جاتی کہ شاید وہ لوٹ آئے ہوں..... اور..... پھر وہ آگئے..... مگر..... یہ کیا؟..... حضرت یعقوب علیہ السلام کا دل بری طرح دھڑک اٹھا۔ ان کے بیٹے روتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تھے۔

''کک..... کیا ہوا!!..... تم سب لوگ رو کیوں رہے ہو!؟ یوسف کہاں ہے؟؟؟''

آپؑ نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

''غضب ہو گیا ابا جان!..... ہم لٹ گئے..... برباد ہو گئے ہمارا پیارا بھائی ہمیشہ کے لئے ہم سے بچھڑ گیا..... ہائے ہائے..... کاش! ہم آپ کا کہا مان لیتے اور اسے ساتھ نہ لے جاتے۔'' ان میں سے ایک نے روتے اور بین کرتے ہوئے بتایا۔ باقی بھی بال نوچتے، سینہ پیٹتے روئے جا رہے تھے۔

''انہوں نے بتایا: ''ہم جنگل میں کھیل کود رہے تھے۔ پھر دوڑ کا مقابلہ ہوا۔ یوسف چھوٹا تھا اس لئے ہم نے اسے سامان کے پاس بٹھا دیا۔ واپس آئے تو یوسف غائب تھا۔ اس کی خون آلود قمیض وہاں پڑی تھی۔ ہمارا خیال ہے اسے بھیڑیے کھا گئے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ ان کے یہ بیٹے یوسف علیہ السلام سے بہت جلتے تھے اور ان کے سینے ان کے خلاف بغض و عداوت سے بھرے ہوئے تھے۔ آپؑ کو اس کہانی پر بالکل یقین نہ تھا مگر کچھ کر نہ سکتے تھے۔ ہر وقت یوسف علیہ السلام کو یاد کر کر کے روتے رہتے۔

اُدھر جنگل میں ایک قافلے کا گزر اس مقام سے ہوا، کنواں دیکھ کر قافلے والے رُک گئے اور پانی کے لیے کنویں میں ڈول ڈالا۔ حضرت یوسف علیہ السلام ڈول سے لپٹ گئے۔ ڈول کنویں سے باہر آیا تو پانی کی بجائے ایک حسین و جمیل لڑکے کو اس سے لپٹا دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ وہ لوگ آپؑ کو مصر لے گئے اور ایک بڑے شاہی سردار فوطی فار کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

اس زمانے میں انسانوں کی خرید و فروخت عام تھی۔ دولت مند لوگ اپنے جیسے انسانوں کو خرید کر مردوں کو غلام اور عورتوں کو کنیزیں بنا لیتے اور زندگی بھر خدمت لیتے۔ سردار فوطی فار نے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کو غلام بنانے کے لیے خریدا تھا مگر وہ آپؑ کے حسن و وجاہت اور اخلاق و کردار سے اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے گھر کی دیکھ بھال کا مکمل انتظام آپؑ کے سپرد کر دیا۔

سردار فوطی فار کی بیوی زلیخا بہت خوبصورت تھی۔ وہ حضرت یوسف کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ طرح طرح سے آپؑ کو ورغلانے کی کوشش کرتی مگر حضرت یوسف علیہ السلام نیک اور پاک باز انسان تھے، وہ اس کے بہکاوے میں نہ آئے، زلیخا کو اس پر بہت غم و غصہ تھا، ایک روز اس نے بہتان لگا کر آپؑ کو قید خانے میں ڈلوا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے اخلاق و کردار سے قیدیوں کے دل موہ لیے، آپؑ انہیں نیکی اختیار کرنے اور برائی سے دور رہنے کی تلقین فرماتے۔ ان کے دُکھ درد میں شریک ہوتے اور ہر ممکن مدد فرماتے۔ آپؑ اکثر قیدیوں کے خوابوں کی تعبیر بھی بتایا کرتے۔ سب قیدی آپؑ سے بہت متاثر تھے اور آپؑ کی بے حد عزت کرتے۔ خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے آپؑ کے علم و مہارت کی شہرت قید خانے سے باہر بھی پہنچ گئی۔
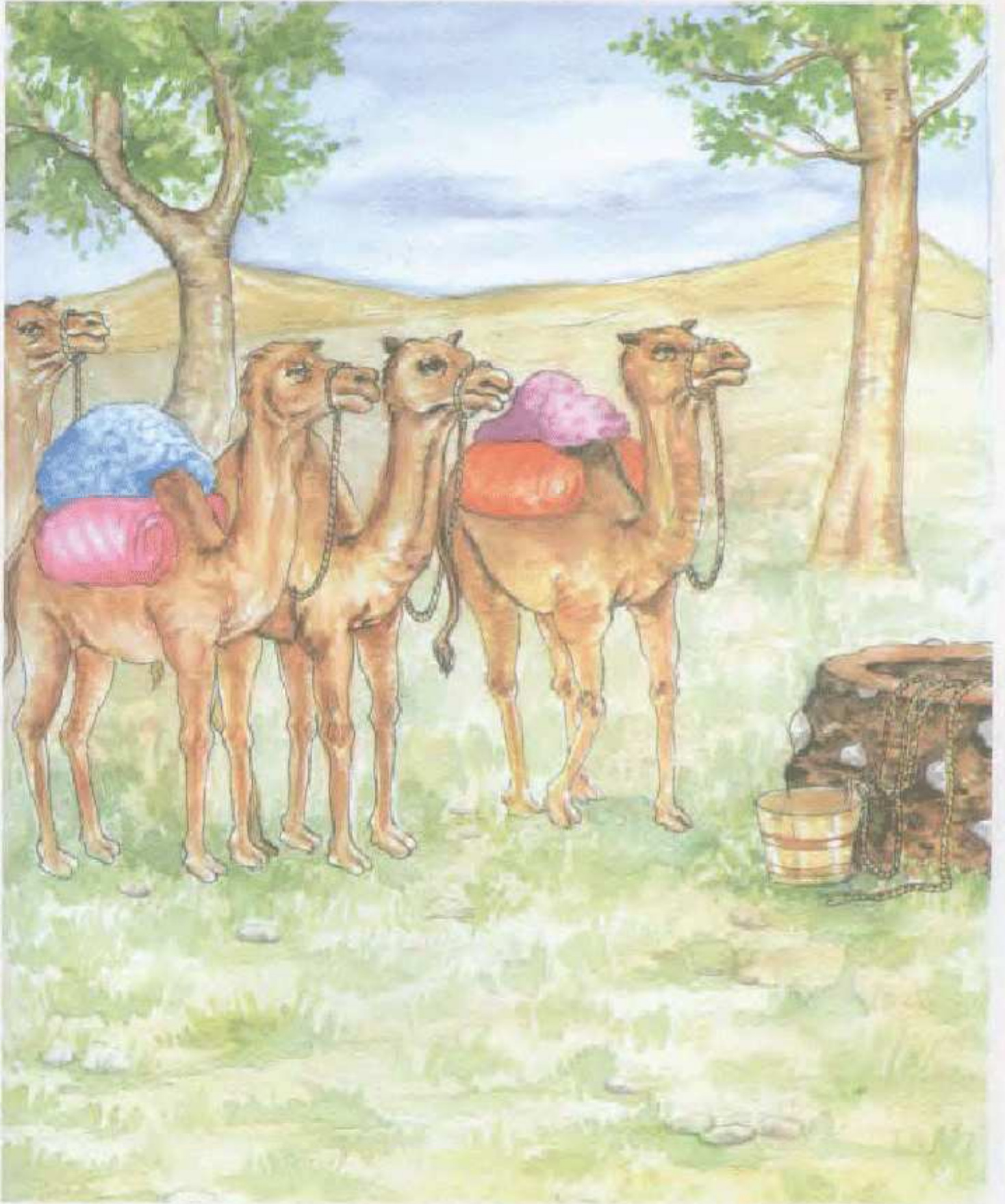
مصر کے بادشاہ نے ان دنوں ایک عجیب وغریب خواب دیکھا اس نے کئی لوگوں سے تعبیر پوچھی مگر کسی کی بات دل کو نہ لگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی شہرت سن کر آپؑ کو بلوایا۔ آپؑ نے جو تعبیر بتائی وہ بادشاہ کے لیے اطمینان بخش ہوئی۔ اس نے اسی وقت آپؑ کو رہا کر کے اپنا وزیر مقرر کر دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی ذہانت، منصوبہ بندی کی اعلیٰ صلاحیت اور دیانت داری کی وجہ سے شاہی خزانے میں اضافہ ہونے لگا۔ زرعی پیداوار پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی گودام غلے سے بھر گئے۔ کچھ ہی عرصہ بعد مصر اور اس کے اطراف کے علاقوں میں قحط پڑ گیا مویشی اور انسان مرنے لگے۔ حضرت یوسفؑ کا آبائی علاقہ کنعان بھی قحط کی زد میں آ گیا۔

شاہ مصر نے حکم دیا کہ سرکاری گودام کھلوا دیے جائیں اور عوام کو سستے داموں غلہ فراہم کیا جائے۔ لوگ دور دور سے غلہ خریدنے کے لیے آنے لگے۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی بھی مصر پہنچے۔ آپؑ نے انہیں پہچان لیا مگر وہ لوگ آپؑ کو نہ پہچان سکے۔ آپؑ ان سے بہت حسن سلوک سے پیش آئے۔ پھر انہیں اپنے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہ کنویں میں گرا دیے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپؑ کی مدد فرمائی۔ اور نہ صرف یہ کہ آپؑ زندہ سلامت ان کے سامنے موجود ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے جبکہ ظلم کرنے والے محتاج اور سوالی بن کر آپؑ کے سامنے کھڑے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی سخت شرمندہ ہوئے اور آپؑ سے اپنے کیے کی معافی مانگنے لگے۔ آپؑ نے انہیں معاف فرما دیا پھر اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی کنعان سے مصر بلوایا اور سب ساتھ رہنے لگے۔

> قرآن کریم کی بارھویں سورۃ حضرت یوسف علیہ السلام کے نام سے ہی منسوب ہے اور اس کی تیرھویں، چودھویں اور سولہویں آیات میں بھیڑیے کا ذکر ہے۔

سبق:

بغض وحسد کے جذبات انسانوں کو برائی کے لیے اکساتے ہیں، جس کا نتیجہ تباہی بربادی اور ذلت و رسوائی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کے مقابلے میں اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ اور جس کا حامی و مددگار اللہ تعالیٰ ہو، اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ مارنے والے سے بچانے والا بہت زیادہ طاقت ور ہے۔ اگر کوئی ہمارے ساتھ بُرائی کرے اور بعد میں اس پر شرمندہ اور پشیمان ہو تو ہمیں اس کو معاف کر دینا چاہیے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
مُنڈیر	پشتہ / دیوار کا بالائی ڈھلوان / سرا
بغض و عداوت	حسد اور دشمنی
ڈول	کنویں سے پانی نکالنے کا برتن
ورغلانا	بہکانا / اُکسانا / کسی کام کے لیے آمادہ کرنا
بہتان	تہمت / عیب / الزام
دل موہ لینا	دل جیت لینا / دل میں جگہ پیدا کر لینا
قحط	گرانی / کمی / کال
آبائی	باپ دادا سے متعلق

ہُدہُد

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد آپؑ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کے بادشاہ بھی تھے اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ورثے میں بادشاہت بھی ملی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی تھی اور آپؑ انسانوں ہی کے نہیں، جنات اور حیوانات کے بھی بادشاہ تھے۔ آپؑ کو درندوں، پرندوں، چرندوں، حشرات الارض کی بولیوں کا علم بھی عطا کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ہوا کو بھی آپؑ کے تابع فرمایا گیا تھا۔ آپؑ جب چاہتے ہوا آپؑ کا تخت اُڑاتی اور جتنا فاصلہ کوئی تیز رفتار گھڑ سوار ایک ماہ میں طے کرتا ہے آپؑ اس کے برابر سفر چند گھنٹوں میں طے کر لیتے۔

ایک دن حضرت سلیمانؑ اپنے عظیم الشان دربار میں تشریف فرما تھے۔ انسان، جن اور مختلف حیوانات اپنے اپنے منصب و مرتبہ کے اعتبار سے دربار میں بیٹھے تھے، آپؑ نے دربار پر گہری نظر ڈالی اور چونک گئے۔ فرمایا: ''آج دربار میں ہدہد نظر نہیں آ رہا۔ اس سے پہلے تو ایسا کبھی نہیں ہوا..... کیا کسی کو اس کے بارے میں کوئی خبر ہے؟!........''

جواب میں خاموشی رہی.......حضرت سلیمانؑ نے قدرے غصّے سے فرمایا: ”سب جانتے ہیں کہ مجھے ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں پسند نہیں.......پھر ہُد ہُد نے ایسا کیوں کیا..........اگر اس کی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ ہوئی تو میں اسے سخت سزا دونگا۔“

ہُد ہُد حضرت سلیمانؑ اور دورانِ سفر آپؑ کے لشکر کے لئے پانی تلاش کرنے پر مامور تھا۔ وہ ہمیشہ ساتھ سفر کرتا اور جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی وہ بتا دیتا کہ فلاں مقام پر اس قدر گہرائی میں پانی موجود ہے۔ حضرت سلیمانؑ جنوں کو اس جگہ کھدائی کا حکم دیتے۔ ہُد ہُد کی بات ہمیشہ درست ثابت ہوتی، کھدائی سے وافر مقدار میں پانی حاصل ہوتا جسے پورا لشکر استعمال کرتا۔

حضرت سلیمانؑ کی بات ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ ہُد ہُد دربار میں حاضر ہوگیا۔ وہ سخت تھکا ہوا نظر آتا تھا۔

”کہاں رہ گئے تھے تم......“ حضرت سلیمانؑ نے سخت لہجے میں اس سے پوچھا.......

”جانتے نہیں، مجھے ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں سخت ناپسند ہیں۔“ حضرت سلیمانؑ کے لہجے نے ہُد ہُد کو خوف زدہ کر دیا۔ گھبرائے ہوئے انداز میں بولا:

”بے شک مجھ سے غلطی ہوئی جس کی معافی چاہتا ہوں۔ مگر میں آپؑ کے لئے ایسی خبر

لایا ہوں جو آپؑ نے پہلے نہ سنی ہوگی.....اور مجھے تاخیر بھی اسی وجہ سے ہوئی ہے۔"

"ہوں!........" حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو بغور دیکھا پھر فرمایا: "ٹھیک ہے پہلے وہ خبر سناؤ.....تمہیں سزا دینے یا نہ دینے کا فیصلہ اس کے بعد کریں گے۔" ہدہد نے کہا:

"عالی جاہ!........یمن کے علاقے سَبا پر ایک ملکہ حکمران ہے جس کا نام بلقیس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی ہر نعمت سے نواز رکھا ہے۔اس کا محل بہت خوبصورت اور وسیع ہے جبکہ

تختِ شاہی اپنی مثال آپ.....مگر افسوس کہ ملکہ اور اس کی قوم کو شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے اور

وہ لوگ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے کی بجائے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔"

"خوب!........" حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کی بات سن کر فرمایا۔ "تیرے جھوٹ سچ کا امتحان ابھی ہو جاتا ہے.....تو اگر سچا ہے تو میں تجھے ملکہ کے نام ایک خط دیتا ہوں......اس تک پہنچا دے۔"

ہدہد خط لیکر یمن کے علاقے سَبا پہنچا اور حضرت سلیمانؑ کا خط ملکہ بلقیس کی گود میں گرا کر واپس آ گیا۔

ملکہ نے خط پڑھا.....حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا تھا:

"تمہیں سرکشی اور سر بلندی کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔تم اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار

(مسلمان) بن کر میرے پاس آؤ۔"

ملکہ سبا نے خط پڑھ کر درباریوں سے مشورہ کیا۔ پھر ایک وفد کو قیمتی تحفے تحائف کے ساتھ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں روانہ کیا۔ مگر حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کے تحفے تحائف قبول نہ فرمائے اور وفد کو ملکہ بلقیس کے لئے یہ پیغام دے کر لوٹا دیا:

"مجھے تمہارے تحفے تحائف نہیں چاہئیں۔ میں نے تمہیں اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی جو دعوت دی تھی اسے قبول کرو .... بصورت دیگر میں اپنے عظیم الشان لشکر کے ساتھ تمہارے ملک پہنچوں گا تو تم اپنا بچاؤ نہ کر سکو گے .... پھر میں تمہیں ذلیل و رسوا کر کے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دونگا۔"

وفد نے وطن واپس پہنچ کر حضرت سلیمانؑ کا پیغام پیش کیا اور حضرت سلیمانؑ کی شان و شوکت اور عظمت بھی بیان کی۔ وفد نے ملکہ کو بتایا کہ حضرت سلیمانؑ انسانوں ہی نہیں، جنوں اور جانوروں کے بھی بادشاہ ہیں۔

ملکہ یہ سب جان کر بہت متاثر ہوئی۔ حضرت سلیمانؑ سے لڑنا حماقت سمجھا اور آپؑ کی خدمت میں پیش ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

کچھ ہی عرصہ بعد ملکہ بلقیس حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں پہنچی۔ اس نے اپنے وفد

سے حضرت سلیمانؑ کے بارے میں جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا۔ حضرت سلیمانؑ نے اسے ایک بار پھر اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دی جو اس نے بہت خوشی کے ساتھ قبول کرلی اور اللہ پر ایمان لے آئی۔ اس نے کہا:

"اے اللہ! .... میں اب تک غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنے ساتھ بڑا ظلم کرتی رہی۔ مگر اب حضرت سلیمانؑ کی دعوت پر اقرار کرتی ہوں کہ صرف اللہ کی ہی ذات ہے جو عبادت کے لائق ہے۔ اور وہی تمام کائنات کا خالق و مالک اور پروردگار ہے۔"

> قرآن کریم کی سورۃ النمل، آیت ۲۰ تا ۴۴ میں ہدہد پرندے کا ذکر موجود ہے۔

سبق:

اللہ تعالیٰ ہی تمام کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود یعنی عبادت کے لائق نہیں۔ دین و دنیا کی بھلائی کے لئے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری ضروری ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی
منصب	عہدہ
جانشین	قائم مقام/ ولی عہد
وسیع و عریض	لمبا چوڑا
تابع فرمان	کہنا ماننے والا/ حکم پورا کرنے والا
مسافت	دوری/ سفر/ فاصلہ
بازپرس	پوچھ گچھ
کائنات	دنیا/ عالم/ جہان
سرکشی	بغاوت
قاصد	ایلچی/ چٹھی بردار/ پیغام پہنچانے والا
پرستش	عبادت/ پوجا